ای کامرس اسلامی تعلیمات کی روشنی میں: ایک فقہی مطالعہ

E-Commerce in the Light of Islamic Teachings: A Jurisprudential Analysis

Dr. Hafiz Muhammad Asif Javeed
Research Fellow at BAHISEEN Institute
for Research & Digital Transformation, Islamabad
Email: hafizmuhammadasifjaveed@gmail.com

Abstract

The advent of modern technology, including computers, the internet, and mobile networks, has revolutionized global commerce, transforming the world into a "global village." E-commerce, encompassing the buying and selling of goods and services through electronic systems, has emerged as a dominant mode of trade. As e-commerce spreads worldwide, many Muslims question its compatibility with Shariah (Islamic Law). This study explores the jurisprudential implications of e-commerce, focusing on its adherence to Islamic principles such as transparency, fairness, and the avoidance of prohibited elements like riba (interest), gharar (uncertainty), and haram (prohibited) goods and services.

The research examines key aspects, including contract formation (‘Aqd), payment methods, and dispute resolution, within the framework of Shariah. It discusses business models like business-to-business (B2B), business-to-consumer (B2C), and business-to-government (B2G) while emphasizing the necessity of integrating Islamic ethics into e-commerce practices. The study is supported by evidence from the Holy Quran, the practices of Prophet Muhammad (peace be upon him), classical Fiqh literature, and resolutions of various Fiqh academies.

The research analyzes the legality and ethical dimensions of e-commerce to provide guidance for Muslims to utilize this modern trade method in compliance with Islamic principles. It underscores the potential of e-commerce to improve the economic condition of Muslims globally, ensuring that trade aligns with Shariah standards. This integration offers a path for ethical and legal business practices in the rapidly evolving digital marketplace.

Keywords: E-commerce & Islamic jurisprudence, Shariah compliance, Riba and Gharar, Fiqh and E-Commerce, Sharīʿah and E-Commerce

کمپیوٹر، انٹرنیٹ اور جدید ٹیکنالوجی نے دنیا کو گلوبل ویلج (Global village) بنادیا ہے یہاں تک کہ موجودہ دور میں جدید آلات ہر انسان کی ضرورت بن کر رہ گئی ہے اور یہ کہنا بالکل بے جانہ ہو گا کہ تجارت کا مستقبل جدید آلات کے ہاتھوں تخلیق کیا جائے گا بالخصوص نسل نو اس قسم کی تجارت میں زور وشور سے حصہ لے رہی ہے۔

جدید آلات کے ذریعے خرید و فروخت کو ای کامرس جسے عام طور پر ای کامرس، ای کام، ای بزنس کے کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اس سے مراد اشیاء اور خدمات کی خرید و فروخت جو الیکٹرانک سسٹم مثلاانٹر نیٹ یا کمپیوٹر نیٹ ورک، مبائل نیٹ ورک وغیرہ کے ذریعے ہوتی ہے جسے عام طور پر ای کامرس، ای کام، ای بزنس کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اس سے مراد اشیاء اور خدمات (Products and services) کی خرید و فروخت جو الیکٹرانک سسٹم مثلاانٹرنیٹ یا کمپیوٹر نیٹ ورک کے ذریعے ہوتی ہے یعنی قیمت، اشیاء اور خدمات کی ادائیگی اور وصولی، خرید و فروخت، مارکیٹنگ الیکٹرانک فنڈز کا انتقال، اشیاء کی فراہمی کا انتظام، انٹرنیت مارکیٹنگ، آن لائن معاہدہ، ای بینکنگ یا آن لائن بینکنگ، الیکٹرانک کتب کی خرید و فروخت، آن لائن حصص کا کاروبار، آن لائن رقم کی وصولی (E procurement)، آن لائن کرنسی کی تجارت اور تبادلہ (Online Currency exchange and Transfer)، آن لائن نیلامی ((E Auction، آن لائن تھوک فروشی اور پرچون فروشی کا کاروبار E tail or E retail)) کا سارا عمل اس میں شامل ہے۔

ای کامرس کی تقریباپندرہ اقسام ہیں جس میں تین بزنس ٹو بزنس اور بزنس ٹو صارف اور بزنس ٹو گورنمنٹ انتہائی عام استعمال ہوتی ہیں پہلی قسم میں دلچسپی رکھنے والی دو یا دو سے زائد کاروباری پارٹیاں کے مابین ویب پر معاہدہ ہوتا ہے جیسے فیس بک اور سکائی ایپ کے مابین کچھ سروسز میں اشتراک کا معاہدہ طے پایا ہے دوسری قسم میں صارف ویب پر خرید و فروخت کا معامعاملہ کرتا ہے تیسری قسم میں گورنمنٹ اور کمپنیز اور دوسری آرگنائزیشن کے مابین خرید و فروخت کی سرگرمیوں کو تقویت دینے کے لیے انٹرنیٹ ٹیکنالوجی کے استعمال پر معاہدات اور تجارتی معاہدے شامل ہیں۔[1]

موجودہ دور میں جوں جوں انٹرنیٹ، موبائل اور فیکس ٹیکنالوجی کا استعمال بڑھ رہا ہے ای کامرس کا کاروبار بھی وسیع تر شکل اختیار کر چکا ہے اور اس کی جدید ترین شکلیں سامنے آرہی ہیں اور عام کاروبار انٹرنیٹ، موبائل، سافٹ ویئر اور ویب سائیٹ وغیرہ پر منتقل ہو رہا ہے علاوہ ازیں مندرجہ ذیل امور بھی کافی اہم ہیں۔

ا۔ انٹرنیٹ کے صارفین میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے۔

۲۔عالمی تجارت میں ای کامرس کا ایک بڑا حصہ ہے

۳۔اکثر عالمی کمپنیاں اپنے معاملات ای کامرس کے ذریعے سر انجام دیتیں ہیں۔

مندرجہ بالا گفتگو کا حاصل یہ ہے کہ جدید آلات کے ذریعے خرید و فروخت روز بروز ترقی کی جانب گامزن ہے اسی اہمیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے مذکورہ موضوع کو فقہی کسوٹی اور معیارات کے تناظر میں جانچنا اور پرکھنا ضروری ہے اور اس کے بارے میں اسلامی نقطہ نظر جاننا ضروری ہے تا کہ مسلمان بھی تجارت کی اس جدید شکل سے اسلامی اصول و قوانین کی روشنی استفادہ کر کے مسلمانوں کی اقتصادی حالت کو مزید بہتر بنانے کی کوشش کریں اور قرآن و سنت کی دائمی حیثیت واضح ہو کہ یہ ہر دور کے لیے مشعل راہ اور عظیم راہنما ہیں اس کے سلسلہ کی ایک بنیادی کڑی جدید آلات کے ذریعے خرید و فروخت کی فقہی حیثیت کا جائزہ لینا ہے اور اس کے مندرجہ ذیل قواعد و ضوابط کا خیال کرنا ضروری ہے۔

1۔عقود جدید کی "بنیاد رضا" ہے جو کسی بھی نئے عقد کی اساس ہے چنانچہ حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے

انماالبیع عن تراض

"بلاشبہ خرید وفروخت رضامندی سے ہے"[2]

2۔متعاقدین میں سے کسی کو عقد کرنے پر مجبور نہ کیا ہو جس کو فقہا "اکراہ ملجی" سے تعبیر کرتے ہیں یعنی وہ اکراہ جس میں کسی شخص کے پاس کوئی قدرت واختیار نہ ہو اور اس کو قتل کی دھمکی دی جائے۔[3]

3۔عقد غلطی سے خالی ہو چاہے وہ غلطی معقود علیہ میں ہو یا پھر اس کی اوصاف میں مثلاً کسی شخص نے سونے کے زیورات خریدے لیکن وہ کھوٹے تھے تو یہ عقد باطل ہے کیونکہ یہ عقد معدوم ہے۔[4]

4۔عقد اپنی حقیقت وماہیت کے اعتبار سے مشروع ہو۔

5۔عقد کسی حرام تک پہنچنے کا ذریعہ نہ بنے۔

6۔اس عقد سے کوئی واجب ساقط نہ ہو۔

7۔عقد اللہ تعالی کی حرام کردہ چیزوں پر نہ ہو کہ جیسے شراب کے بیچنے پر عقد کرنا یا سود وغیرہ۔

8۔جدید آلات کے ذریعے عقد میں متعاقدین یا ان میں سے کسی ایک کی مصلحت پائی جائے اور یہ مصلحت دو طرح کی ہوتی ہے۔

ا۔جلب منفعت: عقید جدید کی مشروعیت کیلئے ضروری ہے کہ جلبِ منفعت کا تقاضا کرے۔

۲۔مفسدات سے بچاؤ: عقد جدید سے کسی نہ کسی مفسد سے بچاؤ حاصل ہو جائے۔[5]

9۔عقد جدید دھوکہ دہی کی تمام صورتوں اور اسلوبوں سے پاک ہو اور اس کیلئے چند شرائط ضروری ہیں۔

جدید آلات کے ذریعے غرر سے خالی ہو کیونکہ غرر پر مشتمل معاملات ناجائز ہیں چنانچہ حدیث مبارکہ میں آتا ہے:

نهی عن بیع الغرر

"آپ ﷺ نے غرر (دھوکہ) سے بیچنے کو منع فرمایا"۔[6]

10۔ عقود کی بنیاد عدل پر ہو، کیونکہ یہ شریعت کا بڑا اہم اصول ہے چنانچہ اس کیلئے دو شرطوں کا پایا جانا ضروری ہے

ا۔ عقد جدید کی بنیاد ظلم پر مبنی نہ ہو اس لئے کہ قرآن مجید میں اللہ تعالی نے ناپ تول میں کمی کرنے سے منع فرمایا، چنانچہ ارشاد ربانی تعالی ہے۔

وَيۡلٌ لِّلۡمُطَفِّفِيۡنَ ﴿۱﴾ الَّذِيۡنَ اِذَا اكۡتَالُوۡا عَلَى النَّاسِ يَسۡتَوۡفُوۡنَ ﴿۲﴾ وَ اِذَا كَالُوۡهُمۡ اَوۡ وَّزَنُوۡهُمۡ يُخۡسِرُوۡنَ ﴿۳﴾[7]

"ناپ تول میں کمی کرنے والوں کیلئے ہلاکت ہے وہ لوگ جب لیتے ہیں تو پورا پورا تولتے ہیں اور جب دیتے ہیں تو گھٹاتے ہیں"۔

عقد ملاوٹ سے خالی ہو، چنانچہ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے:

من غشنافلیس منا

جس نے ملاوٹ کی وہ ہم میں سے نہیں"۔[8]

مندرجہ بالا امور کی رعایت کرتے ہوئے اگر جدید آلات کے ذریعے عقد انجام پذیر ہو تو جہاں تک اس کی شرعی حیثیت کا سوال ہے بلاشبہ وہ جائز ہیں اور اس پر عام شرعی تجارتی قوانین کا اطلاق ہوتا ہے چنانچہ اگر ان شرعی قواعد وضوابط اور اصولوں کا لحاظ رکھا جائے اور وہ ربا (سود)، غرر وغیرہ کے تحت نہ آتے ہوں تو ان کے جواز میں کوئی شبہ نہیں رہتا اور اصول وقوانین کے ساتھ ساتھ اس مسئلہ کو فقہی نظائر وجزئیات کی بنیاد پر بھی تخریج کیا جاسکتا ہے۔

جدید آلات کے حیثیت محض رضامندی کو نقل کرنے کے ایک آلہ اور وسیلہ کی ہے یہ بالکل اسی طرح ہے جیسے ہم رضامندی کو قول، کتابت، یا پھر معاطاۃ وغیرہ کے ذریعے نقل کرتے ہیں اسی لئے عقود میں معنی مقصود کا اعتبار ہوتا ہے نہ کہ الفاظ معتبر ہوتے ہیں۔[9]

چنانچہ فقہاء نے عقود مالیہ کی صحت کیلئے فریقین کی رضامندی کی قید لگائی ہے چنانچہ ارشاد باری تعالی ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَاۡكُلُوۡۤا اَمۡوَالَكُمۡ بَيۡنَكُمۡ بِالۡبَاطِلِ اِلَّاۤ اَنۡ تَكُوۡنَ تِجَارَةً عَنۡ تَرَاضٍ مِّنۡكُمۡ ۚ

"اے ایمان والو! اپنے اموال کو باطل طریقے سے نہ کھاؤ مگر یہ کہ باہمی رضامندی سے تجارت ہو جائے۔"[10]

اور حدیث نبوی ہے:

انماالبيع عن تراض

"بلاشبہ اصل خرید و فروخت باہمی رضامندی سے ہے۔"[11]

مذکورہ بالا نصوص میں باہمی رضامندی سے بذریعہ تجارت کمائی کرکے کھانا حلال ہے ورنہ حرام۔ یہاں غور طلب امر یہ ہے کہ رضامندی پہ دلالت کرنے والے کسی معین لفظ یا فعل کی شرط نہیں لگائی گئی اس لئے جس طرح قول، کتابت، اور معاطاۃ وغیرہ کے وسائل کے استعمال سے رضامندی کا علم حاصل ہوتا ہے اسی طرح جدید آلات کے استعمال سے بھی رضامندی کا علم حاصل ہوتا ہے۔

فقہاًکرام کی چند نصوص سے بھی مذکورہ نقطہ نظر پر استدلال کیا جاسکتا ہے کہ اصل بنیادی حیثیت ایجاب و قبول کے طرفین تک پہنچنے کی ہے چاہے وہ الیکٹرانک آلات کے ذریعے ہو یا کتاب یا پھر براہِ راست قول کے ذریعے ہو۔

امام نووی کے ذکر کردہ جزئی سے استدلال:

امام نوویؒ فرماتے ہیں:

لوتناديا وهما متباعدان وتبايعان صح البيع

"اگر دونوں نے آواز لگائی اور وہ دونوں ایک دوسرے سے دور تھے اور باہمی رضامندی سے عقد بیع کرلیا تو بیع (تجارت) کرنا درست ہوگیا۔"[12]

مندرجہ بالا عبارت سے معلوم ہوا کہ ایسی بعد مسافت عقد میں مؤثر نہیں جو بوقت عقد ایجاب کو قبول سے الگ نہ کرے اور فریقین ایک دوسرے کی بات سن رہے ہوں۔

قاصد کے بھیجنے کی جزئی استدلال کرنا:

ای کامرس میں ایجاب و قبول کی ترسیل کیلئے الیکٹرانک آلات کا استعمال کیا جاتا ہے اس لئے ای کامرس عقد کو "ارسال رسول" یعنی قاصد کے بھیجنے پر بھی قیاس کرنا ممکن ہے کیونکہ فریقین میں سے ایک دوسرے کی طرف ایجاب بھیجنا(Send)ہے اور اور دوسرا قبول(Acceptance)کرنا ہے،اس لئے فقہاًکرام نے کسی بھی طریقے سے عقد کرنا جائز قرار دیا جو باہمی رضامندی پر دلالت کرتے اور یہ طریقے زمانہ کی ترقی سے روز بروز بدلتے رہتے ہیں البتہ بنیادی چیز باہمی رضامندی ہے چنانچہ صاحب ھدایہ فرماتے ہیں۔

الكتاب كالخطاب وكذاالارسال حتى اوعتبر المجلس بلوغ الكتاب واداالرسالة

"کتابت خطاب کی طرح ہی ہے اور اسی طرح ارسال بھی یہاں تک کہ کتاب اور پیغام کے پہنچنے کی مجلس کا بھی اعتبار ہے۔"[13]

مغنی المحتاج کی ایک جزئی سے استدلال:

صاحب مغنی المحتاج رقمطراز ہیں۔

لوباع من غائب كأن قال:بعت داری لفلان وهوغائب فقيل حين بلغه الخبر صح كما لوكاتبه بل اولى

''اگر غائب کی طرف سے بیچا گویا کہ اس نے کہا کہ میں اپنا گھر فلاں کو بیچ رہا ہوں اور وہ غائب ہے پھر جب اسے خبر پہنچی تو بیع درست جیسے اس کو خط لکھا بلکہ اس بہتر۔''[14]

صاحب کشاف القناع کی ذکر کردہ ایک جزئی سے استدلال:

صاحب کشاف القناع رقمطراز ہیں:

وان كان المشترى غائباعن مجلس فكاتبه البائع اوارسله: انى بعتك دارى بكذا او انى بعت فلاناداری بكذافلما بلغه ای المشتری الخبر قبل البيع صح العقد

''اگر مشتری مجلس سے غائب تھا پس بائع نے اس کو خط لکھا یا اس کے پاس قاصد بھیجا کہ میں نے اپنا گھر اتنے کے عوض بیچ دیا یا میں فلاں کو اپنا گھر اتنی قیمت میں بیچتا ہوں پھر جب مشتری کو خبر ہوئی اس نے بیع قبول کر لی تو عقد درست ہو گیا۔''[15]

مندرجہ بالا عبارات سے یہ امر واضح ہوتا ہے کہ اگر الیکٹرانک عقد میں فریقین کی باہمی رضامندی عقد کے ارکان اور شروط کا تحقق ہو جائے تو بلاشبہ ان جدید الیکٹرانک آلات کے ذریعے عقد کرنا جائز ہے۔

سمسار یا وکیل پر قیاس:

مذکورہ عقد کو سمسار (دلال) پر قیاس کیا جا سکتا ہے کہ جب دلال نے بائع کو کہا کہ میں نے اتنے میں بیچا اور اس نے کہا: میں نے بیچا اور مشتری کو کہا: میں نے خریدا اور اس نے کہا میں نے خریدا تو صحیح قول کے مطابق بیع منعقد ہو گئی حالانکہ تخاطب نہیں پایا گیا لیکن درحقیقت رضامندی کے الفاظ پائے گئے۔[16]

اسی طرح جب عاقد نے بذات خود دلال یا پھر وکیل نے نوعیت کی تحدید کے بغیر کہا کہ میرے یہ کپڑے فلاں کے پاس لے جاو تاکہ وہ اس کو بیچ دے یا فلاں کے پاس چلے جاؤ اور اس کے پاس جو میرا کپڑا موجود ہے وہ بیچ دے، تجھے بیچ دے تو ایسا کرنا جائز ہے۔[17]

مجمع فقہ اسلامی کی قرارداد:

موتمر عالم اسلام کی ذیلی تنظیم مجمع فقہ اسلامی کی قرارداد بھی واضح کرتی ہے کہ الیکٹرانک ذرائع کے استعمال کرتے ہوئے عقد کرنا جائز ہے۔ قرارداد کا متن حسب ذیل ہے۔

"جب دو ایسے غائب فریقین کے مابین ہو جو ایک جگہ اکٹھے نہ ہوں اور انہوں ایک دوسرے کو نہ دیکھا ہو اور نہ ایک دوسرے کی گفتگو سنی ہو اور انکے مابین ذریعہ اتصال کتاب، خط یا سفارت پر مبنی ہو تو ایسا عقد تام ہو جائے گا اور اسی کو ٹیلی گرام، فیکس، کمپیوٹر، موبائل وغیرہ پر منطبق کیا گیا ہے چنانچہ جب ایک فریق کی طرف ایجاب وصول ہو گیا تو تو عقد قبولیت کے ساتھ منعقد ہو جائے گا۔[18]

اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کی قرارداد:

اول

فون اور ویڈیو کانفرنسنگ کے ذریعے مبیع میں ایجاب وقبول معتبر ہو گا، انٹرنیٹ پر بھی اگر بیک وقت عاقدین موجود ہوں اور ایجاب کے بعد فورا دوسری کی طرف سے قبول ظاہر ہو جائے تو بیع منعقد ہو جائے گی اور ان صورتوں میں عاقدین کو متحد مجلس تصور کیا جائیگا۔

دوم

اگر انٹرنیٹ پر ایک شخص نے بیع کی پیشکش کی اور دوسرا شخص اسوقت انٹرنیٹ پر موجود نہیں تھا بعد میں اس نے اس پیشکش کرنے والے کا پیغام حاصل کیا یہ صورت تحریر وکتاب کے ذریعے بیع کی ہو گی، اور جس وقت دوسرا شخص اس پیشکش کو پڑھے اسی وقت اس کی جانب سے قبولی کا اظہار ضروری ہے۔[19]

ھیئۃ المحاسبۃ والمراجعۃ للموسسات المالیۃ الاسلامیۃ کا ایک معیار:

ھیئۃ المحاسبۃ والمراجعۃ للموسسات المالیۃ الاسلامیۃ کے معیار یہ ہے صوتی آلات (ٹیلی فون، موبائل فون) اور ویڈیو آلات (ویڈیو کانفرنس چیٹ) جو انٹرنیٹ (Internet) سے منسلک ہوں کے ذریعے عقد کرنا دراصل دو حاضر عاقدین کے مابین عقد کے حکم میں ہے اور اس پر وہ سارے احکامات وشرائط جاری وساری ہونگے جو دو حاضر عاقدین کے مابین عقد کے وقت لاگو ہوتے ہیں مثلا اس کے اتحاد کی شرط اور عاقدین میں سے کسی ایک سے دورانِ عقد ایسے کلمات صادر نہ ہوئے جو عقد سے اعراض پر دلالت کریں اور عرف کے موافق ایجاب وقبول میں موالات اور اس طرح کے دوسرے احکام وغیرہ[20]

کتابتی، مراسلاتی، پیغاماتی (Messege)ای میل (E.mail)یا پھر ویب سائٹس کے ذریعے عقد کرنے کو غائب عاقدین کے مابین عقد کے احکام جاری ہونگے جیسا کہ بطریق مراسلہ عقد کیا جاتا ہے۔[21] عرفا بھی جدید آلات کو ایک معتبر آلہ اور ذریعہ خیال کیا جاتا ہے۔

نتائج بحث:

مندرجہ بالا عبارات، فقہی جزئیات اور معیارات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جدید آلات کے ذریعے عقد کرنے میں شرعا کوئی قباحت نہیں ہے البتہ بیع کی دوسری ارکان و شرائط کا لحاظ کرنا ضروری ہے جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

- ایجاب وقبول کی توثیق، آن لائن اتحاد مجلس، بطریق مراسلہ عقد کی شرائط، آن لائن میں جو شرائط عقد کی توثیق کے لیے جو ضروری لوازمات ہیں ان کا پورا کرنا۔
- مبیع اور ان کی قیمت کا تعین اور مقدار کا تعین کرنا بھی ضروری ہے۔
- ثمن کی ادائیگی کا وقت اور طریقہ کار کا تعین کرنا بھی ضروری ہے۔
- وکیل کے ذریعے یا کسی واسطہ کے ذریعے بیع ہو تو کمیشن کا تعین کرنا بھی ضروری ہے۔
- اسی طرح اگر عقد میں خیارات کا تعین کیا گیا ہو تو ان شرائط کا لحاظ بھی ضروری ہے تاکہ فریقین نزاع اور غرر سے بچ سکیں۔
- دھوکہ، فراڈ، سود وغرر اور قمار سے بچنے کا مکمل اہتمام ضروری ہے۔

حوالہ جات

[1] Efraim Turban, David King,Dennis Viehland,Jae Lee , (2006) ,Introduction to Electronic Commerce (3rd Edition), Dorling Kindersley Pvt. Ltd. new Delhi ,P No:46

[2] ابی داؤد،سنن ابی داود،کتاب الاجارۃ/باب ما فی خارر المتبایعان،حدیث نمبر:3458،،/ترمذی،ابو عیسی،محمد بن عیسی بن ثورۃ،سنن الترمذی،مکتبہ دار الکتب العلمیة،برتوت،کتاب البیوع/با ب ماجاء فی البیعان بالخیار،حدیث نمبر:1266

[3] ابن ہمام، کمال الدین، سیواسی، محمد بن عبد الواحد، فتح القدیر شرح الھدایۃ، بیروت، دار الفکر، طبع دوم، س ن، ص9/239

[4] زیلعی، عثمان بن علی، تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق، مکتبہ دار الکتاب الاسلامی، قاہرہ، 1313ھ، ص:4/53

[5] الشاطبی، اللخمی، ابراہیم ابن موسی، الموافقات فی اصول الشریعہ، تلخیص شدہ، مکتبہ دار المعرفۃ، بیروت، 2004ء، ص:2/230

[6] مسلم، صحیح مسلم، کتاب البیوع/باب بطلان الحصاۃ والبیع الذی فیہ غرر، حدیث نمبر:1513

[7]سورۃ المطففین:1 تا5

[8] مسلم، صحیح مسلم، کتاب الایمان / باب من غشنا فلیس منا، حدیث نمبر:164

[9]الشاطبی، الموافقات:2/87

[10]سورۃ النسآء:29

[11]ایضا

[12] نووی، أبو زكريا ،محيي الدين، يحيى بن شرف، المجموع شرح المهذب ،مكتبه دار الفكر، بيروت ص:9/214

[13]مرغینانی، برہان الدين، ابو الحسن، علی بن ابی بکر، الهداية مع الدراية، المكتبة الاسلامية، بیروت، ص:15/ 3

[14]الشربینی، خطیب، شمس الدین، محمد بن أحمد ، مغني المحتاج إلى معرفة معاني ألفاظ المنهاج ،مكتبه دار احياء التراث العربي، بيروت ،ص:2/329

[15] بہوتی، منصور بن يونس بن ادريس، كشاف القناع عن متن الاقناع، مكتبه دار الكتب العلميه ،بيروت، 1997ء، ص:3/148

[16] النووی، المجموع شرح المهذب، ص:9/170

[17]ایضا

[18]مجلہ مجمع الفقہ الاسلامی، قرارداد، چھٹی کانفرنس، مجمع الفقہ الاسلامی، العدد السادس، الجزالثانی 1410ھ بمطابق 1990ء

[19]اسلامک فقہ اکیڈمی، انڈیا، تیرھواں فقہی سیمینار (کٹولی) بتاریخ 18 تا 21 محرم 1422ھ بمطابق 13 اپریل 2001ء

[20] هيئة المحاسبة والمراجعة للموسسات المالية الاسلامية، المعايير الشرعية للتعاملات المالية بالانترنيت، بحرین، رقم:۳۸، قرارداد 1/ 4

[21] المعيار الشرعی للتعاملات المالية بالانترنيت، رقم:۳۸، قرارداد 2/ 4